۲۸ر جون کو دو سال قبل طے ہونے والے معاہدہ اسلام آباد کی رو سے افغانستان میں موجودہ حکومت کی آخری تاریخ ہے اس دوران حکومت کی ذمہ داری تھی کہ وہ انتخابات کرائے اور نئی حکومت کو اقتدار منتقل کرنے کے انتظامات کرے، مگر بدقسمتی سے صدر ربانی اور وزیر اعظم حکمت [illegible] کی باہمی لڑائی اور افغان قیادت کی ناعاقبت اندیشی کی وجہ سے نہ تو انتخابات ہو سکے اور نہ اب تک کسی فارمولے پر اتفاق رائے ہو سکا اب ۲۸ر جون کی تاریخ گذر گئی ہے، حالات جوں کے توں بلکہ بد سے بدتر ہوتے جا رہے ہیں۔

افغانستان نہ صرف ہمارا ہمسایہ ملک ہی نہیں بلکہ ہم نے اس کے اسلامی اور آزادانہ تشخص کی بحالی اور غیر ملکی فوجوں کے انخلا [illegible] لیے وطن [illegible] ال تک ایک عظیم سپر پاور سے ٹکر بھی لی اور جہاد افغانستان میں ایک بنیادی کردار ادا کیا اس سلسلہ میں [illegible] ربانیاں دیں اور مصائب برداشت کیے۔ عالم اسلام ہی نہیں دنیائے انسانیت کا ہر فرد اس کا قائل اور معترف ہے۔ جب کہ اس سے قبل افغانستان ظاہر شاہ کے دور حکومت میں بھارت نواز پالیسی پر عمل پیرا تھا جس کی وجہ سے پاکستان ہمیشہ مشکلات سے دوچار رہا۔ روسی انخلاء کے بعد بجا طور پر یہ توقع کی جا رہی تھی کہ اب افغانستان میں حقیقی معنوں میں ایک پاکستان دوست حکومت قائم ہوگی اور پاکستان وسطی ایشیا تک رسائی اور وہاں پر دینی علمی معاشی اور ملی کاموں کے ساتھ ساتھ باہمی تعلقات، تجارت اور علاقائی استحکام میں بنیادی کردار ادا کرنے میں کامیاب ہو جائے گا۔

مگر بدقسمتی کی بات ہے کہ افغان قیادت نے طفلانہ سوچ بلکہ فکری اضمحلال کا ثبوت دیا۔ افغان قیادت نے اپنی باہمی لڑائیوں سے نہ صرف افغانستان کے عوام کے خوابوں کو شرمندۂ تعبیر نہ ہونے دیا بلکہ اسلامی بلاک کی تشکیل کا جو امکان نظر آتا تھا اسے بھی ختم کر دیا افغان قیادت کا یہ کردار ہر لحاظ سے مذموم لاکھوں شہداء کے خون سے غداری اور خود اپنے عظیم تاریخی کردار کی نفی ہے ـــــ مگر سوال یہ ہے کہ پاکستان [illegible] جو روز اوّل سے جہاد افغانستان کو اپنا ذاتی مسئلہ سمجھ کر میدان کارزار میں ہراول دستے کا کردار ادا کرتا رہا۔ افغانستان میں مصالحت، قیام امن اور اس کے استحکام میں کتنی پیش رفت کی اور اپنے اخلاقی دینی قومی و ملی ہمسائیگی کے حقوق اور فریضۂ منصبی کی ادائیگی میں کیا کردار ادا کیا، اور اس سلسلہ کردار کے متعلق تلخ مباحث سے قطع نظر اس وقت [illegible] گذارش یہ ہے کہ پاکستان نے دس گیارہ سال تک مسلسل افغانستان میں جو سرمایہ کاری کی اور اس کی آزادی و خود مختاری کے لیے جو عظیم اور تاریخی قربانیاں دیں ان کا تقاضا ہے کہ ہم محض اجنبی ہمسائے اور خاموش تماشائی کا کردار ادا نہ کریں بلکہ زمینی حقائق کا ادراک کریں پاکستان کی [illegible] موجودہ حکومت نے پہلے کابل میں اپنا سفارت خانہ بند کیا اور اب ۲۸ر جون کے حوالے سے وزیر خارجہ سردار آصف احمد علی کے بیانات بھی حد درجہ غیر ذمہ دارانہ اور حکومت پاکستان کے مستقبل کے لحاظ تاریک خارجہ پالیسی کے آئینہ دار ہیں وزیر خارجہ

گذشتہ کئی روز سے پوری دنیا کو افغانستان سے پاکستان کی لاتعلقی، عدم دلچسپی اور قیام امن میں فرضی اور صرف پسپاپوتی کا کردار ادا کرنے کا باور کرا رہے ہیں۔ حالانکہ ماضی میں پاکستان کے تاریخی کردار اور معاہدہ اسلام کے ضامن اور افغانستان کے قریب ترین پڑوسی کے طور پر پاکستان کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ حالات کی بہتری اور افغانستان میں قیام امن کے لیے اپنا موثر کردار ادا کرے اور اُسے حالات اور وقت کے رحم و کرم پر نہ چھوڑے۔ ہماری اس احمقانہ، طفلانہ اور عاجلانہ پالیسی کے نتیجے میں افغانستان ایک بار پھر بھارت اور روس کی گود میں جا سکتا ہے یا امریکہ اسے اپنی سازشوں کا اڈہ بنا کر ہمارے لیے مشکلات پیدا کر سکتا ہے۔ بڑی بدقسمتی کی بات ہے کہ وزیر خارجہ جنہیں اس موقع پر ایک ہفتہ پہلے ہی کابل میں ہونا چاہیئے تھا وزیر اعظم کو بھی سعودی عرب سے رابطہ کرنا چاہیئے تھا۔ یوں لاتعلق نظر آتے ہیں کہ گویا یہ کوئی لاطینی امریکہ کی کسی ریاست کا مسئلہ ہے جس پر پاکستان کو صرف بیان دے کر اپنی ذمہ داری ادا کرنی چاہیئے۔

آئرلینڈ سے حکومتِ پاکستان کی دلچسپی اور افغانستان سے تغافل اور لاتعلقی انتہائی افسوسناک ہے۔ یہ پالیسی تو بہرحال ناقابل فہم ہے کہ دس سال تک ہم سوویت یونین کی مخالفت اور کابل کے کمیونسٹ حکمرانوں کی سازش کا ہدف بنے رہے اور اب مجاہدین اور افغان عوام سے بھی تعلق منقطع کر رہے ہیں کہیں ایسا تو نہیں کہ بعض طاقتوں کی خواہش پر پاکستان کو اردگرد کے پڑوسیوں اور قریب ترین دوستوں سے الگ تھلگ کیا جا رہا ہے۔ اگر خدا چشم بینا دے اور دیکھنے کی توفیق بھی دے تو اس وقت کابل بیرونی طاقتوں کی سازشوں کی آماجگاہ بن چکا ہے امریکی روسی اور بھارتی گٹھ جوڑ ہر قیمت پر اسلامی قوتوں کا راستہ روکنے کے لیے ہوا ہے امریکہ کو وسطِ ایشیا اور جنوبی ایشیا میں فنڈامنٹلسٹ مسلم اثرات پر تشویش ہے روس جنوب کے مسلم یلغار والے مفروضہ کے خوف میں مبتلا ہے اور افغانستان کی سرحد پر تاجکستان میں اپنی فوجیں لا بٹھائی ہیں بھارت کو اپنی سرحدوں پر مسلمان قوتوں کا ابھرنا اپنی داخلی اقلیتی قوتوں کی تقویت کا سبب محسوس ہوتا ہے۔

دریں حالات یہ خبر مسرت افزا ہے کہ تنظیم اسلامی کانفرنس کے سیکرٹری جنرل جناب حامد الغابد ایک وفد لے کر پاکستان پہنچے ہیں اور دوسرے مرحلے میں وہ افغانستان بھی جائیں گے، بہرحال اس تمام تر صورت حال کا واحد جواب افغانستان میں خانہ جنگی کا فوری خاتمہ اور جہادی قوتوں کا باہمی اتحاد ہے خدا کرے کہ تنظیم اسلامی کانفرنس جنگ بندی اور خانہ جنگی کے محرکات کے ختم کرنے اور افغانوں کے باہمی اعتماد و اتحاد کے بحال کرنے میں کامیاب ہو اور خود بر سرپیکار قوتیں بھی عقل کے ناخن لیں اہل باطل کی سازشیں ناکام ہوں۔ اللھم انا نجعلك فی نحورھم ونعوذ بك من شرورھم

عبدالقیوم حقانی